۸ ربیع الآخر، ۱۴۴۴ھ

۴ نومبر، 2022ء

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

042-37374429 0315-7374429 alnizamia7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡہَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ [الرعد 17:13]

ہر دَور میں شیطان اور اُس کے چیلوں کی کوشش رہی ہے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے قانون، یعنی نظامِ مصطفی ﷺ کی بہار نہ آئے، ورنہ ہماری تاریکیوں کے لیے کوئی جگہ باقی نہیں رہے گی، جب کہ سیدِ عالم ﷺ اور آپ کے غلاموں کا ہمیشہ سے یہ مشن تھا، ہے اور رہے گا کہ ”یہ زمین اللہ عزّوجلّ اور اُس کے رسول ﷺ کی ہے اور یہاں نظام بھی وہی ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔“ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور جاری رہے گا۔

وہ حضرات نہایت خوش نصیب ہیں جنہیں دین کی خدمت وحمایت کرنے والوں کی سنگت نصیب ہوئی اور وہ خدامِ دین کے معاون ومددگار بنے، اِن شاء اللہ یہ روزِ قیامت بھی خدامِ دین کے ساتھ ہی ہوں گے... جب کہ وہ لوگ نہایت بدنصیب ہیں جنھوں نے دشمنانِ دین کا ساتھ دیا، قیامت کے روز اِنھیں اپنے کیے پر بہت افسوس ہوگا، مگر اُس وقت کا افسوس کسی کام نہیں آئے گا۔

ربّ تعالیٰ بعض خدامِ دین کو سرکارِ دوعالم ﷺ کے فیضان سے خصوصی حصہ عطا فرماتا ہے، اُن کی کاوشیں ایسی بابرکت ہوتی ہیں کہ ایک انقلاب بپا ہو جاتا ہے، اُن کی کوششوں سے ایک جہان دین سیکھتا اور اُس پر عمل کرتا ہے، وہ عوام سے لے کر حکمرانوں تک سب کو دین کا پیغام پہنچاتے ہیں، یہاں تک کہ اُن کے قبروں میں تشریف لے جانے کے بعد بھی اُن کا فیضان جاری رہتا ہے اور اُن کی تعلیمات لوگوں کی راہ نمائی کرتی رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نبی کریم ﷺ کے خصوصی فیضان سے دین کی بے پناہ خدمت کرنے والوں میں ایک نمایاں نام غوثِ صمدانی، محبوبِ سُبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قُدّس سِرّہ العزیز کا بھی ہے، آپ نے دینِ متین کا پیغام اِس طرح عام کیا کہ آپ کو ”مُحۡیِ الدِّیۡن“ (دین کو زندہ کرنے والا) کہا جاتا ہے۔

دینی اقدار کو فروغ دینے اور اُنھیں زندہ کرنے کے لیے آپ نے جو کوششیں کیں اُن کے اثرات ایک خطے یا ایک طبقے تک ہی نہیں، بلکہ عالمی سطح پر رُونما ہوئے، بلاشبہ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ کے ذریعے اِحیائے دین ہو رہا ہے... غوثِ اعظم علیہ الرحمہ نے خدمتِ دین کے لیے افراد کی ایک کھیپ تیار کی، نیز کئی کتابیں لکھیں جو آج بھی اُمّت راہ نمائی کرتی ہیں، بلکہ خود آپ کی رُوحِ پُرفُتوح بھی اپنے روحانی تصرفات کے ذریعے اِحیائے دین کر رہی ہے۔

آپ کی عقیدت ومحبت سے محروم افراد کی بات الگ ہے، المیہ یہ ہے کہ آپ کا پیار پانے والے بہت سے مسلمان بھی آپ کی تعلیمات سے غافل ہیں۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں آپ کے ماہِ وصال کی مناسبت سے آپ کے بارے گفتگو کی جائے گی۔

سوانحی خاکہ

قطب الاقطاب، غوثُ الثقلَین، محبوبِ سبحانی ابو محمد سید عبد القادر "مُحیِ الدِّیْنِ"[1] جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یکم رمضان، 470ھ / 1078ء کو ایران کے صوبہ گیلان (جیلان) کے ایک نہایت علمی و مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی۔

بچپن کے ابتدائی ایام کے بعد 18 سال کی عمر تک یہیں علمِ دین حاصل کرتے رہے۔ پھر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور 9 سال تک بغداد میں اکابر اساتذہ سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کیے۔ بعد ازاں 25 سال تک عراق کے مختلف جنگلوں اور ویران مقامات پر عبادت و ریاضت اور مجاہدات میں مشغول رہے۔

پھر نبی کریم ﷺ کے حکمِ عالی پر وعظ و نصیحت اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور 40 برس تک احیاءِ دینِ متین کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ بالآخر 561ھ / 1166ء کو 91 برس کی عمر شریف میں دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کیا۔ اور عراق کے شہر بغداد میں دفن ہوئے۔[2]

تعلیماتِ غوثِ اعظم.... غریبوں کی دل جوئی

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ترین اعمال میں سے ایک یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی مسلمان کا دل خوش کیا جائے، بالخصوص کمزوروں اور غریبوں کی دل جوئی، اُن کی مدد اور اُن کی خیر خواہی نہایت محبوب عمل ہے۔ ہر دور میں اولیاء اللہ کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی رہی ہے کہ وہ "غریب نواز" اور "بندہ پرور" ہوتے ہیں۔

غریب پروری کی فضیلت: سیدنا ابو درداء عُویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اِبْغُوْنِيْ فِي الضُّعَفَاءِ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ» (المستدرک علی الصحیحین: 2509) یعنی "میری رضا اور خوشنودی، کمزوروں (کی خدمت کر کے اُن) میں تلاش کرو، اُنہی کی برکت سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور اُنہی کی برکت سے (دشمنوں کے خلاف) تمہاری مدد کی جاتی ہے۔" (ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح)

---

[1] اِس لقب کا تلفظ ایسے ہی ہے، اکثر لوگ اِسے مُحیُّ الدِّین پڑھتے ہیں، جو فنی اعتبار سے درست نہیں۔

[2] بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر نسبہ وصفتہ، ص 171، الطبقات الکبریٰ للشعرانی، ابو صالح سیدی عبد القادر الجیلی، ج 1، ص 178

سیرتِ غوثِ اعظم: حضور غوث الثقلین محبوبِ سُبحانی علیہ الرحمہ نے ایک غریب شخص کو شکستہ خاطر دیکھا، آپ نے دل ٹوٹنے کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا: آج نہر / دریا کے کنارے جاتا ہوا، مَیں نے مَلّاح (کشتی بان) سے کہا کہ مجھے کشتی میں بٹھا کر دوسرے کنارے تک پہنچا دو، مگر میرے پاس کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے اُس نے اِنکار کر دیا، چنانچہ غریبی کی وجہ سے میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔ ابھی اُس کی بات جاری تھی کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے تھیلی میں تیس دینار (سونے کے سکّے، جن کی قیمت لاکھوں روپے بنتی ہے) غوثِ پاک کی بارگاہ میں نذر کیے۔ آپ نے اُس غریب کو فرمایا: خُذْ هٰذِهِ الصُّرَّةَ وَاذْهَبْ بِهَا إِلَى الْمَلَّاحِ وَأَعْطِهِ إِيَّاهَا وَقُلْ لَّهُ: لَا تَرُدَّ فَقِيْرًا أَبَدًا۔ یہ تھیلی لے جا کر کشتی بان کو دو اور اُسے کہو: آئندہ کبھی کسی غریب کو (کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے) واپس نہ بھیجنا۔

نیز آپ نے اپنی قمیص اُتار کر اُس غریب کو عنایت فرما دی۔ اُس نے وہ بیچ کر بیس درہم (چاندی کے سکے) حاصل کیے۔ [1]

ہماری حالتِ زار: دین ہمیں سکھاتا ہے کہ کمزوروں کی دل جوئی کریں، اُن کی خدمت کر کے ربّ تعالیٰ کو راضی کریں، مگر ہمارے معاشرے میں غریب آدمی کا کوئی حال نہیں... نہ اُسے معاشرے میں عزت دی جاتی ہے، نہ ہی اُس کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے، حتّٰی کہ اگر کوئی شخص اُس پر ظلم کرے تو اُسے انصاف ملنے کی بھی اُمّید نظر نہیں آتی۔

جہاں غریبوں کی دل جوئی سے اللہ تعالیٰ اِنعام فرماتا ہے، وہاں کمزوروں پر ظلم سے باری تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ سیدنا ابو مسعود عُقبہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَیں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا (شاید غصے میں آپ نے اُسے اُس کی غلطی سے کچھ زیادہ مار دیا تھا)، مَیں نے اپنے پیچھے کسی کو یہ بات کہتے سنا: اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ! لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ۔ یعنی "ابو مسعود! جان لو، جتنی تمہیں اِس غلام پر قدرت ہے، اِس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تجھ پر قادر ہے۔" مَیں نے مُڑ کر دیکھا تو یہ کہنے والی شخصیت رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تھی۔ (سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نگاہِ کرم اور اِرشادِ پاک کی برکت سے میرا غصہ فوراً ٹھنڈا ہو گیا اور) مَیں نے (اپنی غلطی کا اِزالہ کرنے کے لیے) کہا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هُوَ حُرٌّ لِّوَجْهِ اللّٰهِ۔ یارسول اللہ! مَیں نے اِسے اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے آزاد کیا۔ جانِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ۔ "سنو! اگر تم ایسا نہ کرتے تو تمہیں آگ جلاتی۔" (؛ کیونکہ ظلم کا انجام جہنم ہے، تاہم غلام کو آزاد کرنے سے غلطی کا کفارہ ہو گیا)۔ (صحیح مسلم، حدیث: 1659)

---

[1] ورأى فقيرًا مكسورَ القلب، فقال له: ما شانك؟ قال: مررت اليوم بشطّ وسألت ملّاحًا أن يحملني إلى الجانب الآخر، فأبى وانكسر قلبي لفقري، فلم يتمّ كلام الفقير حتى دخل رجل معه صرّةٌ فيها ثلاثون دينارًا نَذَرَ للشيخ، فقال الشيخ لذلك الفقير: خُذْ هٰذِهِ الصُّرَّةَ وَاذْهَبْ بِهَا إِلَى الْمَلَّاحِ وَأَعْطِهِ إِيَّاهَا وَقُلْ لَّهُ: لَا تَرُدَّ فَقِيْرًا أَبَدًا۔ وخلع الشيخ قميصه وأعطاه للفقير فاشترى منه بعشرين دينارا۔ (بهجة الأسرار، ص:199، 200، مؤسسة الشرف بلاهور) قلائد الجواہر کی عبارت کے لیے درج ذیل لنک پر کلک کیجیے:

تعلیماتِ غوثِ اعظم... شکوہ و شکایت سے اجتناب

انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نصیب ہوتی ہیں... جسمانی نعمتیں، روحانی عطائیں، خارجی نوازشات، اگر انسان یہ سب کچھ گننا چاہے تو اُس کی گنتی ختم ہو جائے گی، مگر اللہ تعالیٰ کے احسانات شمار نہیں کر سکے گا۔

اِن احسانات کے ساتھ ساتھ بعض اوقات انسان پر بیماری، تنگ دستی، خوف، پیاروں کی وفات وغیرہ مصیبتیں بھی آتی ہیں، حقیقت میں یہ بھی ربّ تعالیٰ کا احسان ہیں؛ کیونکہ اگر بندہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہے تو یہی مصیبتیں دنیاوی اور اُخروی بھلائیوں کا ذریعہ بن جاتی ہیں، مگر عموماً غیر تربیت یافتہ لوگ ایسی صورتِ حال میں گھبرا کر ایسے کام کرتے ہیں جو کسی "بندے" کو نہیں جچتے... ایسی باتیں کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہنے کے خلاف ہوتی ہیں... سب سے زیادہ خطرہ اُس وقت ہو جاتا ہے جب معاذ اللہ بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رِضا پر خوش رہنے کے خلاف کوئی بات پیدا ہوتی ہے، وہ اپنے رب کا گلہ / شکوہ کرنے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اکتا جاتا ہے، اپنے مالک کی کسی بات کو بے جا سمجھ کر کے اُس پر اعتراض کرتا ہے، اِس طرح کے کلمات کہتا ہے کہ "مجھے مصیبت میں کیوں مبتلا کیا؟"، "یہ ناانصافی ہے"، "مصیبتوں کے لیے ہمارا گھر ہی نظر آیا تھا"، "نہ جانے اللہ ہماری کب سنے گا"، "اللہ میری تقدیر میں خوشیاں لکھنا بھول گیا" وغیرہ... ایسی کیفیت میں بہت مرتبہ کفریہ کلمات بھی منہ سے نکل جاتے ہیں۔

حضور غوث الثقلین علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "فُتُوحُ الْغَیْب" کے اٹھارہویں مقالہ کا عنوان رکھا "اَلنَّهْيُ عَنِ الشَّكْوٰى" (شکوہ کی ممانعت)۔ اِس مقالہ میں آپ نے نہایت خوب صورت پیرائے میں یہ بات سمجھائی کہ انسان کو کسی بھی حالت میں اپنے ربّ کی تقدیر پر ناراض ہونا یا شکوہ کی معمولی سی بھی بات کرنا جائز نہیں۔

مقالہ کے آغاز میں تاکیدی نصیحت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: لَا تَشْكُوَنَّ إِلٰى أَحَدٍ مَا نَزَلَ بِكَ مِنْ بَلَاءٍ، كَائِنًا مَّنْ كَانَ صَدِيْقًا أَوْ عَدُوًّا، وَلَا تَتَّهِمَنَّ الرَّبَّ عزّ وجلّ فِيْمَا فَعَلَ فِيْكَ وَأَنْزَلَ بِكَ مِنَ الْبَلَاءِ، بَلْ أَظْهِرِ الْخَيْرَ وَالشُّكْرَ، فَكَذِبُكَ بِإِظْهَارِكَ لِلشُّكْرِ مِنْ غَيْرِ نِعْمَةٍ عِنْدَكَ خَيْرٌ مِّنْ صِدْقِكَ فِيْ إِخْبَارِكَ جَلِيَّةَ الْحَالِ بِالشَّكْوٰى. یعنی تم پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جو بھی تکلیف یا مصیبت آئے، کسی دوست یا دشمن سے اُس کی شکایت نہ کرنا اور ربّ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائش یا کسی بھی فعل پر اللہ سے بدگمانی نہ کرنا (یہ نہ سمجھنا کہ آزمائش وغیرہ میں مبتلا کر کے اللہ نے اچھا نہیں کیا اور تیرے حق میں بُرا ہو گا)، بلکہ ہمیشہ بھلائی اور شکر کا اِظہار کرنا (یہی کہنا کہ اللہ کا کرم ہے، مالک کا شکر ہے)۔ اگر تُو اپنی (کم عقلی کی وجہ سے) یہ سمجھتا ہے کہ تیرے پاس کوئی نعمت نہیں اور شکر کرنا جھوٹ ہے، جب کہ شکوہ سچ ہے تو جسے تُو جھوٹ سمجھ رہا ہے یہ تیرے شکوہ کے سچ سے بہتر ہے۔

پھر ہر حال میں شکر کرنے کی وجہ سمجھاتے ہوئے فرمایا:مَنِ الَّذِیْ خَلَا مِنْ نِّعْمَۃِ اللہِ عزّ وجلّ؟ قال اللہُ تعالی: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللہِ لَا تُحْصُوْھَا ۔[1] فَکَمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ عِنْدَكَ وَأَنْتَ لَا تَعْرِفُھَا ۔ ایسا کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں میسّر نہ ہوں؟ اُس کی نعمتیں تو اتنی ہیں کہ وہ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو شمار نہیں کر سکو گے"۔(نا سمجھ!) تجھے بے شمار ایسی نعمتیں بھی نصیب ہیں جنھیں تُو جانتا ہی نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کا شوق دلانے اور تقدیر پر یقین کی تاکید فرمانے کے بعد شکوہ وشکایت کی تباہیوں سے ڈراتے ہوئے فرمایا: اِحْذَرِ الشَّکْوٰی جِدًّا وَلَوْ قُطِّعَتْ وَقُرِضَ لَحْمُكَ بِالْمَقَارِیْضِ ۔ إِیَّاكَ إِیَّاكَ ثُمَّ إِیَّاكَ ! اَللہَ اَللہَ ثُمَّ اللہَ! اَلنَّجَاۃَ اَلنَّجَاۃَ! اَلْحَذَرَ اَلْحَذَرَ ! فَإِنَّ أَکْثَرَ مَا یَنْزِلُ بِابْنِ آدَمَ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَلَاءِ بِشَکْوَاہُ مِنْ رَّبِّہٖ عزّ وجلّ۔ یعنی تم پر کیسی ہی مصیبت آئے، حتّٰی کہ قینچیوں سے تمہارے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو بھی زبان پر شکوہ کا کوئی لفظ نہ لانا۔ بچو، بچو، بچو! اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو! نجات کی فکر کرو، نجات کی فکر کرو! شکوہ سے اجتناب کرو! شکوہ سے اجتناب کرو! اکثر طور پر انسان مختلف قسم کی آزمائشوں میں اِسی لیے مبتلا ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتا ہے۔

مزید فرمایا: کَیْفَ یُشْتَکٰی مِنْہُ عزّ وجلّ وَھُوَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ وَخَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ حَکِیْمٌ خَبِیْرٌ،[2] رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ،[3] لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ،[4] لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ،[5] وَلَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ،[6] .... ھَلْ تُتَّھَمُ الْوَالِدَۃُ الرَّحِیْمَۃُ؟ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: «اَللہُ أَرْحَمُ بِعَبْدِہٖ مِنَ الْوَالِدَۃِ بِوَلَدِھَا ۔»[7] یعنی ربّ العالمین کا گلہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ وہ ارحم الراحمین (سب سے زیادہ رحمت فرمانے والا) ہے، خیر الحاکمین (سب سے اچھا فیصلہ فرمانے والا) ہے، بے پناہ حکمت و دانائی والا ہے، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے، مہربان ہے، ظلم نہیں کرتا.... کیا کوئی بندہ شفقت کرنے والی ماں کے بارے میں بدگمانی کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ

---

[1] ابراھیم 34:14

[2] ھود 1:11

[3] التوبة 117:9

[4] الحج 63:22 ولقمان 16:31

[5] الشوری 19:42

[6] آلِ عمران 182:3 والأنفال 51:8 والحج 10:22

[7] ولفظ الحدیث فی صحیح البخاری: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ «قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ سَبْیٌ، فَإِذَا امْرَأَۃٌ مِنَ السَّبْیِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْیَھَا تَسْقِیْ، إِذَا وَجَدَتْ صَبِیًّا فِی السَّبْیِ أَخَذَتْہُ فَأَلْصَقَتْہُ بِبَطْنِھَا وَأَرْضَعَتْہُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِیُّ ﷺ: أَتَرَوْنَ ھٰذِہٖ طَارِحَۃً وَّلَدَھَا فِی النَّارِ؟ قُلْنَا: لَا، وَھِیَ تَقْدِرُ عَلٰی أَنْ لَا تَطْرَحَہٗ، فَقَالَ: لَلّٰہُ أَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ بِوَلَدِھَا ۔» (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5999)

ارشادِ نبوی کے مطابق وہ ماں سے بھی زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔(بلکہ دوسری حدیث کے مطابق پوری مخلوق کی شفقت ومہربانی کو اکٹھا کیا جائے تو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ اُس کی کوئی نسبت نہیں، اُس کی رحمت کی تو انتہا ہی نہیں ہے۔[1])

(فتوح الغیب، مقالہ نمبر:18، صفحہ:71، مؤسسۃ الشرف، لاہور[2])

شکوہ سے بچنے کا طریقہ: انسان کی زبان پر شکوہ وشکایت اور بے صبری کی باتیں تب آتی ہیں جب اُس کی دینی تربیت نہ ہو اور وہ پریشانیوں سے تنگ آجائے۔ اگر وہ مصیبتوں کے اجر وثواب پر غور کرے، ہر بات میں ''کیوں ہے؟''، ''کیا ہے؟'' کو چھوڑ دے، امامِ حسین رضی اللہ عنہ جیسے صابروں کی سیرت پیشِ نظر رکھے اور تربیت یافتہ لوگوں کی سنگت اختیار کرے تو نہ صرف اُسے ذہنی سکون حاصل ہو، بلکہ چھوٹی سے چھوٹی آزمائش اور بڑی سے بڑی مصیبت اُس کے حق میں ڈھیروں بھلائیوں کا ذریعہ بن جائے۔

سیدنا ابو سعید سعد خُدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا أَذًى وَّلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.» مسلمان کو جو بھی تکلیف، بیماری، شدید یا ہلکی پریشانی، دوسرے کی طرف سے اذیت اور غم... جو کچھ بھی پہنچے، حتّٰی کہ اُسے کانٹا بھی لگے تو اللہ تعالیٰ اِس کی وجہ سے اُس کے کچھ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔[3] (صحیح بخاری، حدیث:5641و5642)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جو چاہے کرے... جسے چاہے نوازے اور جسے چاہے محروم کرے... اُس کی مرضی کے خلاف نہ کبھی کچھ ہوا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کر کے اُسے خوش کرتا ہے تو وہ بندے کو اپنی شان کا مظہر بنا دیتا ہے.... پھر بندے کی چاہت وہی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی چاہت ہے اور بندہ جیسے چاہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔

بخاری شریف میں مذکور حدیثِ قدسی میں یہ کلمات بھی ہیں: فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ... ''جب میں

---

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا، وَأَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِينَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.» (صحیح مسلم:2752) قَالَ الطِّيبِيُّ -رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى- لَا نِهَايَةَ لَهَا، لَمْ يُرِدْ بِمَا ذَكَرَهُ تَحْدِيدًا..... (مرقاۃ المفاتیح)

[2] مقالہ کی بقیہ عربی عبارت دیکھنے کے لیے کلک کریں: https://shamela.org/pdf/400acbadae8a9b3ac9b6293d332ec7ec

[3] ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح ومرآۃ المناجیح

اپنے بندے کو محبوب بناتا ہوں تو اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے (وہ اپنے کان میری مرضی کے خلاف استعمال نہیں کرتا، نیز کان اُس کے ہوتے ہیں، اُن میں طاقت و قدرت میری کار فرما ہوتی ہے)، مَیں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (پھر بندہ اپنی آنکھ سے صرف وہی دیکھتا ہے جو مجھے پسند ہے، نیز آنکھ اُس کی ہوتی ہے، طاقت و قدرت میری ہوتی ہے)، اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے (مفہوم حسبِ سابق ہے)۔ پھر اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو مَیں ضرور اُسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ چاہے تو میں ضرور اُسے پناہ دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری، حدیث:6502)

"فُتُوحُ الْغَيْبِ" کا سولھواں مقالہ توکّل اور اُس کے درجات سے متعلق ہے۔ اِس کے آخر میں حضور غوث الثقلَین علیہ الرحمہ نے ذکر فرمایا کہ بعض آسمانی کتابوں میں ربّ تعالیٰ کا یہ اِرشاد مروی ہے: "يَا ابنَ آدَمَ، أَنَا اللهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، أَقُوْلُ لِلشَّيْءِ: "كُنْ" فَيَكُوْنُ، أَطِعْنِيْ أَجْعَلْكَ تَقُوْلُ لِلشَّيْءِ: "كُنْ" فَيَكُوْنُ۔" "اے انسان! مَیں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری شان یہ ہے کہ مَیں کسی چیز کو حکم دوں: "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے... میری اِطاعت و فرماں برداری کر، مَیں تجھے ایسا بنا دوں گا کہ تُو کسی چیز کو کہے گا: "ہو جا" تو وہ ہو جائے گی۔"

آپ علیہ الرحمہ نے مزید لکھا: وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ بِكَثِيْرٍ مِّنْ أَنْبِيَائِهٖ وَأَوْلِيَائِهٖ وَخَوَاصِّهٖ مِنْ بَنِيْ آدَمَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا، اولیا اور خاص بندوں میں سے بہت سوں کو یہ شان عطا فرمائی ہے۔

(فتوح الغیب، مقالہ:16، صفحہ:68، مؤسسۃ الشرف، لاہور[1])

اللہ تعالیٰ اپنے جن پیارے بندوں کو کائنات کے نظام میں قدرت و اختیار دیتا ہے، یعنی وہ بندے جو کہیں: "ہو جا" تو ہو جاتا ہے، اُن کے مختلف درجے ہیں، سب سے اعلیٰ درجہ "غوث" کا ہوتا ہے۔۔۔ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کو "غوثِ اعظم" (سب سے بڑا غوث) کہا جاتا ہے، اِس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شان عطا فرمائی ہے کہ تصرف و اختیار والے اولیائے کرام کے سردار تھے، ہیں، اور رہیں گے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کہا:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

تُو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تُو ہے وہ غیث کہ ہر غیث پیاسا تیرا

---

[1] مزید عبارت کے لیے کلک کیجیے: https://shamela.org/pdf/400acbadae8a9b3ac9b6293d332ec7ec

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفُقِ دہر پہ ہے نور ہمیشہ تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے دل میں مرے آقا تیرا

دلوں پر تصرف: ایک بہت بڑے عالم شیخ ابو بکر عماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اُصولِ دین کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے کسی بات میں شک ہونے لگا، مَیں نے خود سے کہا: حَتّٰى أَمْضِيَ إِلٰى مَجْلِسِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ، فَقَدْ ذُكِرَ أَنَّهٗ يَتَكَلَّمُ عَلَى الْخَوَاطِرِ۔ مَیں شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی محفلِ پاک میں جاتا ہوں، اُن کے بارے میں چرچا ہے کہ وہ دلوں کی باتیں جان کر اُن کا جواب دے دیتے ہیں۔

مَیں حاضرِ خدمت ہوا، اُس وقت آپ تقریر فرما رہے تھے، میرے پہنچتے ہی آپ نے فرمایا: اِعْتِقَادُنَا اعْتِقَادُ السَّلَفِ الصَّالِحِ وَالصَّحَابَةِ۔ "ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابہ کرام اور بزرگوں کا عقیدہ ہے۔" یہ جملہ میرے دل کے شک کا جواب تھا، مگر میں نے سوچا کہ آپ نے اتفاقاً فرمایا ہوگا (ضروری نہیں کہ مجھے ہی میرے سوال کا جواب دیا ہو)۔

چنانچہ کچھ مزید کلمات فرمانے کے بعد آپ نے میری طرف رُخ کرکے پھر وہی بات فرمائی: "ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابۂ کرام اور بزرگوں کا عقیدہ ہے۔" میں نے دل میں کہا: خطیب گفتگو کرتے ہوئے دائیں بائیں تو دیکھتا ہی ہے (اتفاقاً ہی میری طرف دیکھا ہوگا)۔ کہتے ہیں: آپ نے تیسری مرتبہ میری طرف متوجہ ہو کر میرا نام لیا اور فرمایا (مفہوم): "ابو بکر! ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابہ کرام اور بزرگوں کا عقیدہ ہے۔"[1]

اِس وقت میرے والد کہیں گئے ہوئے تھے، آپ نے میری مزید تسلی کے لیے فرمایا: قُمْ قَدْ جَاءَ أَبُوْكَ۔ "اُٹھ جاؤ! تمہارے والد آ گئے ہیں۔" میں جلدی سے گھر کی طرف روانہ ہوا، گھر پہنچا تو دیکھا کہ واقعی میرے والد آ چکے تھے۔ (سِيَرُ أعلامِ النُّبَلاء، تحت ذکر الشيخ عبد القادر، ج:20، ص:442، مؤسسة الرسالة۔ تاريخ الإسلام، للذهبی، تحت ذکرہ، ج:12، ص:252، دار الغرب الاسلامی)

نکتہ: شیخ ابو بکر عماد رحمۃ اللہ علیہ اپنے شک کو دُور کروانے کے لیے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے، غوثِ پاک نے اُنھیں ایسے جواب سے نوازا جس سے فقط اُن کا ہی شک دور نہیں ہوا، قیامت تک کے غلاموں کی پریشانی دُور ہو گئی۔

---

[1] سَمِعْتُ الشَّيْخَ أَبَا بَكْرٍ الْعِمَادَ -رَحِمَهُ اللهُ- يَقُوْلُ: كُنْتُ قَرَأْتُ فِيْ أُصُوْلِ الدِّيْنِ، فَأَوْقَعَ عِنْدِيْ شَكًّا، فَقُلْتُ: حَتّٰى أَمْضِيَ إِلٰى مَجْلِسِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ، فَقَدْ ذُكِرَ أَنَّهٗ يَتَكَلَّمُ عَلَى الْخَوَاطِرِ، فَمَضَيْتُ وَهُوَ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: إِعْتِقَادُنَا اعْتِقَادُ السَّلَفِ الصَّالِحِ وَالصَّحَابَةِ۔ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: هٰذَا قَالَهُ اتِّفَاقًا، فتكلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى نَاحِيَتِيْ، فَأَعَادَهُ، فَقُلْتُ، الْوَاعِظُ قَدْ يَلْتَفِتُ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ ثَالِثَةً، وَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! فَأَعَادَ الْقَوْلَ: ثُمَّ قَالَ: قُمْ قَدْ جَاءَ أَبُوْكَ. وَكَانَ غَائِبًا، فَقُمْتُ مُبَادِرًا (إلى بيتی)، وَإِذَا أَبِيْ قَدْ جَاءَ۔

اہلِ سنت وجماعت: "ہمارا عقیدہ وہی ہے جو صحابہ کرام اور بزرگوں کا عقیدہ ہے۔" اِس جملے میں بزرگوں سے کون مراد ہیں؟ اس کا جواب خود حضور غوثِ پاک علیہ الرحمہ کی تحریر سے ملتا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں تہتر فرقوں والی حدیث پاک ذکر کرنے کے بعد لکھا: وَأَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ نبی کریم ﷺ نے جس گروہ کو نجات پانے والا قرار دیا وہ "اہلِ سنت وجماعت" ہیں۔

(الغنیۃ لطالبی طریق الحق [غنیۃ الطالبین]، جزء اول، فصل فی بیان الفرق الضالۃ، ص: 121، دار احیاء التراث العربی)

حرفِ آخر

تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنھوں نے دین کا پیغام عام کیا اور مخلوقِ خدا کی خدمت کی ربّ تعالیٰ نے اُنھیں دُنیا میں بھی عزت سے سرفراز فرمایا، اُن کے وصال کے بعد بھی مخلوق اُن سے ٹوٹ کر محبت کرتی ہے اور قیامت کے دن اُنھیں ملنے والے اِعزاز کی شان تو دیکھنے والی ہوگی... جب کہ جنہوں نے دین سے بے وفائی کی اور خلقِ خدا پر ظلم کیا اُن کے عہدے اُنھیں نہ بچا سکے، وہ دنیا میں بھی ذلیل ورُسوا ہوئے، اُن کے مرنے کے بعد بھی لوگ اُن سے نفرت کا اِظہار کرتے ہیں اور قیامت کے دن بھی وہ ذلّت کے ہی مستحق ہوں گے۔

اِس حوالے سے ایک آیتِ مبارکہ ہماری خوب راہ نمائی فرماتی ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ "(بارش برستی ہے تو پانی کے اُوپر جھاگ بھی ہوتا ہے) جھاگ تو ضائع ہو جاتا ہے اور وہ (پانی) جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے۔ اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے۔" [الرعد 17:13]

بلاشبہ مخلوقِ خدا کے خیر خواہوں اور دین کے خدمت گزاروں کا ہی تاریخ میں نام اور دلوں میں احترام باقی رہتا ہے۔ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم کن لوگوں کی صف میں شامل ہیں؟ سیاسی مفادات کے لیے لڑنے مرنے والوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں یا دین کی سربلندی کے لیے کوشش کر رہے ہیں؟ اگر محسوس ہو کہ ہماری صلاحیتیں، ہمارا وقت یا ہمارا مال ضائع ہو رہا ہے تو ابھی سے خود کو بدلیں... غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کے اُسوۂ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے شریعت کی پابندی کریں، نیز اپنی صلاحیتیں، مال اور وقت رِضائے الٰہی کے کاموں میں صرف کریں، اِن شاء اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں کامیابی بھی نصیب ہوگی اور محبوبِ سُبحانی علیہ الرحمہ کی نگاہِ کرم بھی نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ غوث الثقلین علیہ الرحمہ کے درجات میں بے شمار بلندیاں عطا فرمائے اور آپ کے صدقے میں ہماری بخشش و مغفرت فرمائے۔ ربّ تعالیٰ اُمّت کی دینی غیرت بیدار فرمائے اور تمام پریشان حال مسلمانوں کو خوشیاں عطا فرمائے، اللہ کریم تمام مسلمانوں کی مشکلات کو آسان فرمائے، پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم